Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

احمد فراز کے منظوم تراجم

*ڈاکٹر عائشہ سلیم

** محمد عمران

*** محمد حسن فرید

ABSTRACT:

Ahmad Fraz is well known personality of Urdu litrature. He was famous as a poet translator, Journalist, script writter,and director. He wa elected head of the ``Acedmy of litrature`` in 1976. He was associated with ``Iqbal Acedmy`` from 1980 to 1990 as the director general. He was the editor of the monthly magzine ``Ishtiqaq`` and the weekly ``Khadim``. Ahmad Fraz Wrote thirteen collections of poetry the names of which are follows: ``Tanha-Tanha``, ``Dard e ashob``, `` Nayaft``, ``Shab e Khoon``, `` Mere khawab rezah rezah``, `` Jana Jana``, ``Be-Awaz Gali Kuchon Mein``, `` Sab Awazen Meri Hain``, `` Nabina Shair Mein Aaina``,`` Pas e andaz e Mossom``, ``Khawab e gull preshan he``,`` Ghazal Bahana Karon``, `` Bodlik (Drama) and collection poetry book.`` Shaher sukhan mein arasta``. He was attatched with `` Taraqi pasand actuation. His poetry gives the message of humanity and against the cruelty. He got ``Nobel Prize`` in 1966 on his poetry book, ``dard e ashob``.

Keywords: *Ahmad Fraz, Pakistani Poet, Translator, Journalist, Direction, Transcript writter.*

ترجمہ مختلف ثقافتوں، زبانوں اور اقوام کو قریب لانے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے سے ایک زبان کے اثرات دوسری زبان پر پڑتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ تراجم ہی کی بدولت مختلف علوم وفنون، ثقافت، مذہب، تمدن و معاشرت، رسوم ورواج، طرز بود و باش، مختلف اقوام اور ان کے افکار سے آگاہی ہوتی ہے۔ ایک قوم کا دوسری قوم سے رابطہ ہوتا ہے۔

جیلانی کامران اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

> ”ترجمہ اصل میں دو زبانوں اور دو تہذیبوں کے مابین پل کا کام دیتا ہے۔ جس کے ذریعے خیالات اور تصورات ایک تہذیب سے دوسری تہذیب کی طرف اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی جانب جاتے ہیں۔"1

ترجمہ کے ذریعے مظلوم اقوام کی حمایت اور ظلم کے خلاف احتجاج کیا جا سکتا ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب ہم ایک ایسی اقوام کی ادبیات کے تراجم کریں جو تاریخی سطح پر کاوشوں میں مشغول ہیں اور اپنی مقسوم اور تقدیر کی تعمیر چاہتی ہیں۔ ایسی اقوام کا ادب اور ان کی ادبیات کا ترجمہ اتنا ہی اہم اور ضروری ہے جتنا کہ تہذیبی و متمدن اقوام کا ادب اور ان کا ترجمہ اہمیت کا حامل ہے۔

---

1. اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی لاہور۔

2. پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی لاہور

3. ایم فل سکالر، شعبہ زبان وادبیات اردو جامعہ پنجاب لاہور۔

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

احمد فراز ایک بہت معروف اور مقبول شاعر تھے۔ ان کے جو اشعار ایک بار مشاعرے کی زینت بنے وہ زبان زد عام ہو جاتے۔ انہوں نے منظوم ڈرامے بھی لکھے مگر اس کے ساتھ دیگر شعراء کی شاعری کے منظوم تراجم بھی کیے۔ یوں احمد فراز کی ایک حیثیت بطور مترجم شاعر کی سی بھی ہے۔ آپ نے فریقی شاعروں کی شاعری کے تراجم کیے ہیں جبکہ ان میں ایک خاص عہد کو پیش نظر رکھا ہے۔ احمد فراز نے ان شاعروں کا انتخاب کیا ہے جو باغیانہ سوچ رکھتے تھے۔ جو آمریت کے خلاف جبکہ جمہوریت کے پاسدار تھے۔ فراز کا شعری مجموعہ "سب آوازیں میری ہیں" دراصل کی منظومات ہیں۔ ان کی تعداد 35 ہے۔ احمد فراز خود اپنی ترجمہ شدہ شاعری سے متعلق رقمطراز ہیں:

> ”سب آوازیں میری ہیں" کے تراجم محض تخلیقی ہتھیاروں کو صیقل رکھنے کی غرض سے ہی نہیں کیے گئے، بلکہ کچھ اور محرکات بھی تھے۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ میں خود انہی حالات سے گزر رہا ہوں جن سے بیشتر افریقی جلاوطن شاعر دوچار ہیں اور اپنی سرزمین سے دور اپنے لوگوں کی انقلابی جدوجہد میں قلمی کے حوالے سے شریک ہیں۔ دوسرا اسبب یہ ہے کہ پاکستان اور جنوبی افریقہ کے تاریخی اور سیاسی کوائف مختلف ہوتے ہوئے کئی طرح کی مماثلت رکھتے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں سفید فام اقلیت نے جس ظلم اور ڈھٹائی سے مقامی سیاہ فام اکثریت کو انسانی توقیر اور حقوق سے محروم کر رکھا ہے اسی طرح پاکستان میں فوجی آمریت نے بھی ظالمانہ اور غاصبانہ رویہ سے اپنے ہی لوگوں کو محکوم بنا رکھا ہے۔"2

احمد فراز درحقیقت جنوبی افریقہ شعراء کی گہری اور سچے جذبات سے معمور تخلیق کردہ شاعری سے بے حد متاثر تھے۔ "سب آوازیں میری ہیں" مجموعے کا آغاز فارسی کے اس شعر سے ہوتا ہے۔

گریز داز صف ما، ہر کہ مرد غوغانیست
کسے کہ کشتہ نہ شد، از قبیلہ ما نیست

فراز نے جن شاعروں کی نظموں کے تراجم کیے ہیں ان میں ایک نام "Mazisi Kuiene" کا بھی ہے جن کا تعلق افریقہ کے شہر ڈربن سے تھا۔ 1930 میں دنیا عالم میں آنکھ کھولی اور 1959 کے زمانہ میں جلاوطنی کی سزا کاٹ رہا تھا۔ فراز نے ترجمہ کے لیے جن شعرا کا انتخاب کیا ان میں بیشتر کا قلم یا ان کی نظمیں جنوبی افریقہ کے خلاف ناسازگار فضا کی مظہر ہیں۔ اگر ہم فراز کی نظموں کا محرک ڈھونڈیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ فیض احمد فیض نے انہیں ترجمہ نگاری کی ڈگر پر لگایا تھا۔ اس حوالے سے احمد فراز خود لکھتے ہیں:

> " یہ ان دنوں کی بات ہے جب فیض صاحب علامہ اقبال کے فارسی کلام کا منظوم اردو ترجمہ کر رہے تھے۔ فیض صاحب سے بے پناہ کی عقیدت کے باوجود کسی حد تک میں بے تکلف بھی تھا۔ ایک روز میں نے ان سے عرض کیا کہ " آپ ان تراجم میں اپنا وقت کیوں صرف کر رہے ہیں۔ یہ کام تو دوسرے لوگ بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔ آپ کے بے شمار مداح اور عقیدت مند آپ کی تازہ تخلیقات کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ عالم یہ ہے کہ اگر کوئی کہیں سے آپ کا نیا شعر یا مصرع سن لے تو بطور سوغات دوسرے شہروں اور دوستوں تک پہنچانے کے لئے بے قرار رہتا ہے۔ "فیض صاحب نے ہمیشہ کی طرح مشفقانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا کیا تم پر کبھی شعر گوئی میں

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

Barren Period نہیں گزرا؟ بانجھ پن کا ایسا وقت جو بعض اوقات مہینوں پر پھیل جاتا ہے۔"میں نے عرض کیا" کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ طویل عرصہ تک مصرع بھی نہیں کہا۔ تو پھر اس زمانے میں کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے۔ جنگ ہو یا نہ ہو سپاہی کو اپنے ہتھیار صیقل رکھنے چاہئیں۔"3

فراز نے بڑی احتیاط، خوبی اور مہارت سے یہ ترجمہ کیے ہیں۔ اصل متن کا خیال اور مفہوم، ڈول اور شکل وشباہت، جزئیات، حسن وترنم اور توازن میں کہیں بھی بگاڑ یا کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ اس بات کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے بہت سی نظموں کے ناموں کا لغوی مفہوم ہی لکھا ہے اور ان کے مفاہم ومطالب میں کوئی بھی کمی بیشی واقع نہیں ہوئی۔ مثلاً "ہماری ماؤں کو فراموش مت کرو" کا ترجمہ " " Forget Not Our Mothers"شاعر اور گوریلا" کا " " Poet and Guerilla" کیا میں غلط تھا" کا " Was i wrong " ایک اور دن" کا "Another day" لمس" کا" " Touch" پھانسی" کا " "Hang" مجھے یاد کرنا کا " "Remember Me" " " آس" کا "Hope " نفرت کی نمی" کا " "Tending Hate " راستہ" کا "The Path" منڈیلا" کا "Mandela" اور "ناتمام" مسافت" کا "Unfinished Adventure" کے نام سے ترجمہ کیا ہے۔ اب ذیل میں انفرادی طور پر ان مترجم نظموں کا جائزہ لیتے ہیں۔

شاعر کا پرچم:

" سب آوازیں میری ہیں" مجموعے میں شامل پہلی نظم "شاعر کا پرچم" کے عنوان سے ہے جو David Evans کی نظم "If poet must have flags" کا ترجمہ ہے۔ یہ نظم خاصی حد تک فراز کی نظم "شاعر" سے مماثلت رکھتی ہے۔ اس نظم میں فراز نے آزادی کی خاطر جان قربان کرنے والے لوگوں، ان کے احتجاج، دردناک چیخوں اور ان کی کراہتی آوازوں کو موضوع بنایا ہے۔ جہاں دشمن برے اور گھٹیا افعال سرانجام دے کر یہ امید کرتے ہیں کہ ان شہیدوں کے غم میں شعراء شاعری کرتے رہے اور اپنی ہی مستی میں دھن پنجرے میں بند خوشنوائی کرتے رہیں۔ لیکن ہمیں یہ سب کچھ نہ قابل قبول ہے۔ ہم باشعور شاعر ہونے کے ناطے اپنے شہیدوں کی انتڑیوں کو اپنے پرچموں میں لپیٹیں گے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ ان کی قربانیاں ہیں ہمارے لیے باعث آزادی ثابت ہوئی ہیں۔

ہماری ماؤں کو فراموش مت کرو

یہ نظم "Ilva Mackary" نے "Forget not our Mothers" کے عنوان سے لکھی۔ اس نظم میں جنوبی افریقہ کی آزادی اور پختہ یقین کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم مزید یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ماؤں کا مسکن، آباء کی تکلیفیں اور بچوں کی اموات رائیگاں نہیں جائیں گی۔ افریقہ ایک دن ضرور آزاد ہو گا اور یہ کام ہم سرانجام دیں گے۔ اب انتقام کا ہاتھ بلند ہو چکا ہے اور ہم مزید یقین کے ساتھ اعادہ کرتے ہیں کہ افریقہ آزاد ہو گا ہم اسے آزاد کرائیں گے۔

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

جلاوطنی

"جلاوطنی 'I am the Exile' کا ترجمہ ہے جو کہ " Dennis Brutus " کی نظم ہے۔ یہ ایک افریقی شاعر ہے جو زمبابوے میں 1924 میں پیدا ہوا۔ 1966 میں جنوبی افریقہ سے ہجرت کر کے لندن آ گیا۔ 18 ماہ قید بامشقت اور ایک سال تک خانہ بندی کی سزا کاٹی۔ اس کی پہلی کتاب 1966 میں شائع ہوئی۔ نظم "جلاوطنی" میں شاعر خود کو خاموش تماشائی ظاہر کرتا ہے جس کے کانوں میں انسانی چیخیں اور آہیں تو گونج رہی ہیں ماتم کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں مگر وہ غلامی کی قید میں محصور ہو کر یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے وہ صرف منصوبے ہی بنا سکتا ہے عملی طور پر کچھ کرنے سے قاصر ہے۔ ثمرین طفیل احمد فراز منظوم تراجم کے متعلق لکھتی ہیں:

> "فراز نے جس سوزوگداز سے اپنی تخلیق کو پیش کیا ہے اسی انداز سے انہوں نے اس ترجمے کو بھی نبھایا ہے۔ تمام نظمیں جو ترجمے کے لیے فراز نے منتخب کی ہیں، جنوبی افریقہ کے ناساز گار ماحول کی عکاسی کرتی ہیں۔"[۴]

آوازیں

یہ نظم Dennis Brutus کی نظم "The sound begin again" کا ترجمہ ہے۔ درحقیقت اس نظم کا موضوع بھی آوازیں ہیں ایسی آوازیں جو لوگوں کے درخت اور آہوں کی صورت میں فوجیوں کے رات گئے لوگوں کے دروازے پر مکے مارنے ان کے گھروں میں گھس کر کرنے والے حملوں کے بعد واپس جانے پر فوجی بوٹوں کی چاپ کے نتیجے میں بلند ہو رہی ہیں شاعر نے مذکورہ تمام تر امور کو باقاعدہ بیان نہیں کیا مگر ان کی آوازیں سنائی دینا انہی پہلوؤں سے تعبیر ہیں کہ یہ کام جاری ہے۔

پھر آوازیں آنی شروع ہو گئیں
دروازوں پر مکوں کی دستک
اور رگوں میں درد کی کوک
ہڈیوں کے ٹوٹنے کی چنگھاڑ
اور فوجی بوٹوں کی چاپ
پھر وہی آوازیں آنے لگیں

شاعر اور گوریلا

یہ تحریر "Poet and Guerilla" کا ترجمہ ہے۔ اس میں ہالینڈ کے ایک خوبصورت مقام، ایمسٹرڈیم، جو کہ گلِ لالہ کے افراط کے لیے مشہور ہے، کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس میں مکالماتی انداز بیان موجود ہے۔ کل تین آوازیں محو گفتگو ہیں۔ پہلی آواز سوال کرتی ہے کہ اپنی سرزمین کی خاطر لڑنے والے کسی محب وطن اور پھولوں، محبت یا جنگ کے متعلق لکھنے والے کسی شاعر کا ایک ہی خمیر ہے یا پھر دونوں ایک

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ دوسری آواز آتی ہے کہ شاعر جنگ کی حالت تک میں بھی قلمی کاوشوں تک محدود ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی جنگ جو شاعر کو شاعری پر نہ اکسائے، بے مقصد محاذ آرائی ہے۔ پھر پہلی آواز آتی ہے کہ ہم شاعر محض لکھنے میں مگن ہیں جبکہ دوسرے اپنی زندگیاں قربان کر رہے ہیں۔ دوسری آواز کے مطابق شاعری کے بغیر جدوجہد سفاکیت کا روپ دھار لیتی ہے۔ پھر پہلی آواز آتی ہے کہ وہ جدوجہد کی پشت پناہی کرے۔ دوسری آواز آتی ہے کہ شاعر اپنے فرض سے بخوبی واقف ہے اس پہلی اور دوسری آواز کی بحث کے دوران تیسری آواز ابھرتی ہے کہ جدوجہد میں شاعر اور لفظ، سپاہی اور بندوق، دونوں کا ہم قدم اور ساتھ ساتھ ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر جنگ جیتی نہیں جاسکتی۔ اس کے ساتھ ہی افریقہ کی حالت زار بیان کی گئی ہے کہ یہ تپا ہوا ہے۔ پھر تیسری آواز آتی ہے کہ افریقہ انتظار میں ہے۔ گولی اور حرف کے یک جان اور ہم زبان ہونے کا افریقہ منتظر ہے۔

آج جیل خانے میں

یہ نظم بھی Dennis Brutus کی نظم "Today in prison" کا ترجمہ ہے۔ جس میں جیل خانے میں مقید افریقی قیدیوں کو خاموش عہد میں اپنے وطن عزیز کے لیے ایک گیت گانے کی اجازت کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ جس کے تحت یہ قیدی اپنے ملک افریقہ کی سلامتی اور خیریت کی دعا کرتے ہیں۔

آج جیل خانے میں
ایک خاموش عہد کے تحت
ہم قیدیوں کو ایک گیت گانے کی اجازت ہے
افریقہ سلامت رہے
صرف ایک گیت
کم آہنگی اور متانت کے ساتھ
جذبوں پر ضبط کے بند باندھ لو
احساسات کی لو نیچے رکھے رہو
قیدی تو انا مگر استوار آوازوں میں گاتے ہیں
افریقہ تیری خیر ہو
آنکھوں کے پیچھے
دل کی گہرائیوں سے امڈے نکیلے آنسو
بے ٹھکانہ پرندے کی وحشت کی طرح

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

کوئی نام مقام ڈھونڈتے ہیں
جن پر قیام کر سکیں
ان کارناموں کا ذکر
جو وہ انجام دے چکے
ان مرحلوں کا تذکرہ
جن سے گزر رہے ہیں
ان مرادوں کی فہرست
جن کے حصول کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا ہے
آج جیل خانے میں
ہمیں ایک گانے کی اجازت ہے

فراز کے تراجم میں ایک اچھے تخلیق کار اور ترجمہ نگار ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ فراز کی ترجمہ شدہ نظموں میں بھی افریقہ کے اس وقت کے حالات کی ہو بہو تصویر دکھائی دیتی ہے۔

فراز کا ترجمہ کرنے کی مقصدیت سے متعلق ثمرین طفیل کہتی ہیں:

"فراز نے یہ تراجم خاص مقصد کے تحت کیے۔ وہ وہاں کے شعراء کی سچی شاعری کے قدر دان تھے اور وہ چاہتے تھے کہ پاکستانی عوام اور اردو کے ادیب و شاعر، ان کی تخلیقات سے آشنا ہوں اور جنوبی افریقہ جس قدر ظلم و استحصال سے گزر رہا ہے، وہاں کے لوگ کس طرح اپنے حقوق کے بازیابی کے لئے جانیں تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کر رہے تو ان سے سبق لینا مقصود تھا۔ "یہ سب آوازیں میری ہیں" کے تراجم پڑھنے جنوبی افریقہ کے تاریخی کوائف کے سیاسی اور مزاحمتی حالات صاف طور پر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ان نظموں میں جو ظلم و جبر کی داستانیں ہیں وہ دل کی ٹیس بن کر ابھرتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر زبان کی ایک قوت ہوتی ہے۔ فراز کے یہاں یہ تاثیر اپنے شباب پر ہے۔ فراز کے خیال کے مطابق جنوبی افریقہ اور پاکستان کے حالات جدا ہوتے ہوئے بھی بہت حد تک مماثلت رکھتے ہیں۔ اسی لئے فراز کو ان شعراء کی احتجاجی آوازیں اپنی آواز سنائی دیتی ہیں۔"5

نوحہ

یہ نظم ایک افریقی حریت پسند رہنما ڈیوما کی موت پر لکھی گئی تھی۔ اس نظم میں نکاوی ڈیوما سے محبت کے جذبات اور اس کے اپنے وطن و قوم کے لئے عظیم کارنامے سرانجام دیتے دیتے اس دنیا سے کوچ کر جانے کو موضوع بنایا گیا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگرچہ تم مر چکے ہو مگر پھر بھی تم ہمیشہ ہمیں زندہ رہو گے۔

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

آؤ نظمیں لکھیں

یہ A.N.C Kumalo کی نظم "Read our Color" کا ترجمہ ہے۔ اس کا موضوع شاعری کے ذریعے لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے۔ موت، مایوسی، شام، پژمردگی اور ہنر ہمت جیسے موضوعات سے قطع نظر زندگی، امید، صبح تازگی اور جدوجہد کی بات کرو کہ یہ ہی آزادی کی بنیادیں ہیں۔

انتقام :

یہ Mazisi Kuiene کی نظم "Vengeance" کا ترجمہ ہے۔ Mazisi Kuiene 1930 میں ڈربن شہر میں پیدا ہوا اور 1959 میں جلا وطنی کی سزا کاٹنے لگے۔ اس نظم میں اپنے شہیدوں، ان کے زخموں اور تکلیفوں کا حساب چکانے والی انتقام کی آگ کو موضوع سخن کیطور پر لیا گیا ہے۔

تمہیں کیسے لگے گا
اگر میں رات کے اندھیروں میں آؤں
اور تمہارے پہلو میں نیزہ اتاروں
اپنے ان شہیدوں کا انتقام لینے کے لیے
جن کو تم نہیں جانتے تھے
جن کے زخم مخفی ہیں
جن کی کوئی یادگار نہیں
وہ جن کو تم صرف جشن کے اوقات میں
یاد کرتے ہو
روزبروز ہم ان کو نہیں بھولے
ہمارے انتقام کی آگ تیز
اور اس کے شعلے
تمہارے شہروں
تمہارے بچوں کے گرد
اپنا حلقہ تنگ کرتے جاتے ہیں
جو راکھ کے مینار بن کے

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

ہمارے انتقام کی گواہی دیں گے

احمد فراز کے تراجم کی خاصیت یہ ہے کہ ان کے تراجم اصل کے قریب تر معلوم ہوتے ہیں۔بقول محبوب ظفر:

”عجیب بات ہے کہ ترجمے کو اصل کا نعم البدل سمجھا جاتا ہے لیکن فراز کے ان تراجم پر اصل کا گماں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا یہ شاعر ہے آزادی کے ان متوالوں کے نظریات سے پوری ہم آہنگی رکھتا ہے۔وہ ہی باغیانہ سوچ،وہ احتجاجی لہجہ،وہی عدم مساوات کا شکوہ اور وہی ناانصافی کا راج،جو ادھر ہے وہ ادھر ہے۔اس طرح وہ ان تراجم میں اپنے ہم نواؤں سے مکالمہ کر رہا ہے۔"6

پھانسی

یہ نظم Hugh Lewin کی نظم "Hang" کا ترجمہ ہے۔ Hugh Lewin 1939ئ کو مشرقی ٹرانسوال میں پیدا ہوا۔دہشت پسندی کے الزام میں سات سال جیل میں گزارنے کے بعد لندن آ گیا جہاں تحریر و تصنیف میں مصروف رہا۔اس نظم میں جنوبی افریقہ میں مجرموں کو موت کی سزا دینے کو نہایت مہذب اور انسانی طریقہ کار کہہ کر طنز کیا گیا ہے۔جب مجرم کو پھانسی دی جا رہی ہو تو ایک انسان اور اس کی آنے والی نسل کو اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت کیا جا رہا ہو رہا ہو تو ہر کوئی چپ چاپ بت بنا یہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے اور سب لوگ اس طرح پر سکون ہوتے ہیں جیسے یہ کوئی عام جگہ ہو۔

(جنوبی افریقہ کے ایک جیلر نے کہا ہمارے ہاں مجرموں کو موت کی سزا دینے کے لیے نہایت مہذب اور انسانی طریقہ ہے)

میں ایک مرتبہ ایک شخص سے ملا
جس کی موت
نہایت "مہذب طریقے" سے واقع ہونے والی تھی
اسے آخری ملاقات کے لیے
ملاقات کے کمرے میں لے جایا جا رہا تھا
وہ سر اٹھائے اوپر کی طرف دیکھ رہا تھا
جہاں ایک دھوپ کا ٹکڑا مچل رہا تھا
جب ہم ایک دوسرے سے ٹکرائے
تو اس نے سر نیچا کر کے
میری طرف دیکھا

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

مسکراتے ہوئے اس نے نہایت ملائمت سے کہا

"معاف کیجئے"

اور مجھے ناآسودگی میں چھوڑ گیا

وہ موت کی سزا پانے والے خاکی رنگ

کے مخصوص کپڑوں میں تھا

بغیر بٹنوں

بغیر تسموں

بغیر پیٹی کے

فقط حفظ ماتقدم کے طور پر

تاکہ وہ "مہذب طریقے" سے مرنے کی بجائے

خود کو لٹکا نہ دے

تمام ممکنہ احتیاطیں

تاکہ وہ خودکشی نہ کرے

یہ نظم خاصی طویل ہے جس میں پھانسی دینے کا پورا نقشہ پاکستانی نظام کے مطابق کھینچا گیا ہے۔ صبح پانچ بجے مجرم کو سر اور چہرے پر نقاب ڈال کر لایا جاتا ہے۔ گلے میں پھندا ڈال کر تختہ کھینچ لیا جاتا ہے اور 20 منٹس تک لاش معلق رہتی ہے۔ بالآخر جب ڈاکٹر اس کی موت کی تصدیق کر دے تو پھر اس کی لاش اتاری جاتی ہے۔ یہ نظم اگرچہ ترجمہ شدہ ہے۔ مگر اس میں چھپا قرب اور مظلوموں کے ساتھ کی جانے والی ہمدردی فراز کے اپنے باسیوں سے منسلک نظر آتی ہے۔ افریقی شاعروں کی آواز درحقیقت فراز کی اپنی آواز بن کر قاری کے سامنے آتی ہے۔ اس حوالے سے محبوب ظفر لکھتے ہیں:

> " آزادی و حریت کا یہ مجاہد افریقی شاعروں کے دکھ میں شریک ہے۔ ان کی آواز پاسبان بن کر اسے اس دیار میں بھی رواج دینا چاہتا ہے۔ یہ سب آوازیں فراز کی اپنی ہی آوازیں ہیں اور وہ ان میں مٹی کے خواب دیکھتا ہے۔ اپنے دیکھے ہوئے خوابوں کی تعبیر ڈھونڈتا ہے۔ یہ سب آوازیں کسی نہ کسی طرح ہمارے خوابوں کی ترجمانی بھی کر رہی ہیں۔ فراز نے انہیں ہم سے روشناس کرا کے اردو ادب کی گراں قدر خدمات انجام دی ہے۔"7

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

منڈیلا

یہ نظم "Mandela" ہی کا ترجمہ ہے۔ اس میں جنوبی افریقہ کے ایک سیاہ فام رہنما منڈیلا کو موضوع بحث بنایا ہے۔ جسے سفید فام حکومت نے عمر قید کی سزا سنائی۔ جس دور میں یہ نظم لکھی گئی، اس وقت تک منڈیلا کو سزا کاٹتے ہوئے 28 برس بیت چکے تھے۔ اتنے سال جیل میں رہنے کے باوجود بھی وہ مشروط آزادی سے خائف تھا۔ اس کے مطابق جیل سے آزاد ہو کر بھی صحیح معنوں میں آزادی میسر نہیں آسکتی۔ در حقیقت ہم تب آزاد ہوں گے جب افریقہ ہمارے پاس واپس آجائے گا۔

منڈیلا

صرف 466/64 نمبر ہے

جو اس جزیرے کی سرزمین پر

قلبہ رانی اور روشیں صاف کرتا ہے

مگر تم ایک قوت ہو

ایک استقامت ہو

اور اپنے بیٹوں کی شریانوں میں

جاری و ساری ہو

جو تمہاری زمین کے لیے

جنگ لڑ رہے ہیں

ہائے

اپنے ہاتھوں میں بیلچے مضبوطی سے تھامے

اپنی مٹی کے لیے

کھیتوں میں مشقت کرتے رہو

اپنے دوسرے کئی بھائی بہنوں

بیٹوں اور بیٹیوں کی طرح

جو افریقہ کی زمین کو

اپنی سخت کوشی کے پسینے سے سینچتے ہیں
یہ زمین ہماری ہے
ہمیں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا
جب تک افریقہ ہمارے پاس واپس نہیں آتا۔

کیا میں غلط تھا:

یہ نظم Was i wrong? کا ترجمہ ہے اس نظم میں دور گزشتہ میں ہونے والی زیادتیوں اور مظالم کو موضوع بنایا اور استفہامیہ انداز اختیار کیا ہے۔ شاعر سوال کر رہا ہے کہ کیا میں غلط تھا کہ اگر میں بارود سے ہلاک ہونے والے یتیم، سیزر کی لوٹ مار، ستاروں کی بلندیوں پر رقص کرتے ہوئے یورپ کو اپنی ہی تہذیب کے شعلوں سے بھسم کرنے اور انسانوں کو ایذا پہنچانے والوں کو خاک ہوتے دیکھ رہا تھا اور جب میں نے سوچا تھا کہ ہم سب کا انتقام لیں گے تو کیا میں غلط تھا۔ دراصل اس نظم میں معاشرتی استحصال اور تمدنی شکستگی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

غدار:

یہ Muzisi Kunve کی نظم Nosizv کا ترجمہ ہے۔ اس میں غداری کرنے والوں کو موضوع بنایا ہے کہ تم غدار لوگ اپنے آبا کے قاتلوں سے بغل گیر ہو کر اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو تختہ دار تک لے جا کر اپنے باپ دادا کی روحوں کا مذاق اڑا رہے ہو۔ اور تم نے ہمارے بھید کمینے اجنبیوں پر ظاہر کر کے ہمارے بزرگوں کے سروں کی تضحیک کی جنہوں نے آزادی کے لیے اپنی زندگی کے پل صرف کیے ہیں۔

پولیس مقابلہ:

یہ نظم In Detention کا ترجمہ ہے۔ اس نظم میں حکومت اور حکومتی بیان پر شدید طنز کیا گیا ہے کہ انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ وہ آخر کیا بیان دے رہے ہیں، آیا وہ بات حقائق سے قریب تر ہے بھی یا نہیں۔ جیسا کہ کسی شخص کے مرنے کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

وہ نویں منزل سے فرش دھوتے ہوئے پھسل گیا تھا
وہ پھسلتے ہوئے صابن کی ٹکیہ سے گر گیا تھا
اس نے نویں منزل سے خود کو لٹکا دیا تھا
اس نے نویں منزل سے فرش دھویا
جب وہ پھسل رہا تھا
وہ نویں منزل پر دھلائی کرتے وقت صابن کی ٹکیہ سے لٹک گیا

اور وہ گا رہے ہیں:

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

یہ نظم "Surprisingly Singing" کا ترجمہ ہے۔اس میں افریقیوں کے کمر توڑ دینے والی مشقت کے باوجود بلند اعلیٰ حوصلے اور ہمت جبکہ انگریزوں کے آسودگی وخوشحالی کے باوجود قدح خواری کرنے کو موضوع بنایا ہے

پابجولاں:

یہ نظم "Men in chains"کا ترجمہ ہے۔اس میں انسانیت کی تحقیر، تذلیل اور غلامی کے اعتبار سے بات کی گئی ہے یعنی آج کا انسان، انسان ہی کے ہاتھوں جکڑا ہوا اور اس کے مظالم سے ستایا ہوا ہے۔اس کی حالت مذبح خانے کے جانوروں کی سی ہے۔

عروسی:

یہ Hugh Lewin کی نظم "Wedding" کا ترجمہ ہے۔اس میں انسان کی بے بسی کو موضوع بنایا ہے یعنی انسان اپنی خوشی میں بھی بذات خود شامل نہیں ہو سکتا۔کیونکہ اس پر کڑے پہرے موجود ہیں لہذا وہ خوش نہیں ہو سکتا البتہ دور ہی سے اچھے دنوں کو دیکھ سکتا ہے، ان میں جی نہیں سکتا۔

ایک اور دن:

یہ نظم Hugh Lewin کی نظم "Another Day" کا ترجمہ ہے۔اس نظم میں وجودی نظریہ موجود ہے۔یعنی انسان کی زندگی مسلسل ایک ہی انداز سے گزرے جا رہی ہے اور ہم اپنی اس عمر کو ایک بوجھ سمجھ کر گزارتے جا رہے ہیں کیونکہ ہم مجبور ہیں۔یہاں انسان کی بے بسی اور مجبوری بھی موضوع ہے یعنی آج کا انسان اتنا ہی ہر دم اکیلا، تنہا اور افسردہ ہے جتنا کہ شدید غم کی خبر پہ بے چارہ اور رنجیدہ ہوتا ہے۔اگر اسے کوئی بڑی تکلیف دہ خبر بھی ملے تو اسے سن کر اسے زیادہ صدمہ اور رنج نہیں ہوتا کیونکہ وہ اب دکھوں کا عادی ہو چکا ہے۔

لمس:

یہ نظم بھی Hugh Lewin کی نظم " Touch کا ترجمہ ہے۔اس میں ایک ایسے انسان کی کتھا بیان کی گئی ہے جو کہ زندگی کے کرب و مجبوریوں میں مقید ہے اور جب وہ آزادی چاہتا ہے تو اسے ہر طرف سے مکے رسید ہوتے ہیں، تند و تیز اور مسلسل پٹائی ہوتی ہے، ہر کوئی اسے ٹٹولتا ہے۔اب وہ خواہشمند ہے کہ جلد اسے آزادی نصیب ہو تا کہ وہ جاسوس اور تلاشی لیتے ہاتھوں کے بجائے ملائم اور پیار بھرے ہاتھوں کا لمس محسوس کر سکے۔

مجھے یاد کرنا:

یہ نظم "Remember Me" کا ترجمہ ہے۔اس نظم میں امید اور حاصل کو موضوع بنایا گیا ہے یعنی ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ سنسناتی ہوئی گولیاں ضرور ایک دن آزادی کی صبح لے کر آئیں گی۔

آس:

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

یہ نظم Victor Mota Panyane کی نظم "Hope" کا ترجمہ ہے اس نظم میں امید اور آس کو خاص طور سے موضوع بنایا ہے۔شاعر کہتا ہے اگرچہ ہماری زندگیاں اذیتوں
کے سایوں میں لپٹی ہوئی ہیں مگر ہماری فطری انسانی امید ہے ہمیں پھر بھی آگے بڑھنے پر مجبور کر رہی ہے۔

کتبہ :

یہ نظم A. N. C Kumalo کی نظم "Before Interugation" کا ترجمہ ہے۔یہ نظم احمد نامول اور دوسرے ساتھیوں کے لیے لکھی گئی ہے۔دراصل یہ نظم حریت پسندوں کی مزاحمتی خاموشی اور اپنے دیگر ساتھیوں کے نام نہ بتانے کے نتیجے میں ہونے والے تشدد کے خلاف لکھی گئی ہے جہاں ان کو دس منزلہ عمارت سے گرا کر خودکشی کا نام دے دیا جاتا ہے۔

ہم کون ہیں :

یہ نظم ایک افریقی باشندے کی موت پر لکھی گئی ہے جو کہ پولیس کی بلاجواز فائرنگ کے نتیجے میں ہلاک ہو گیا تھا۔اس نظم میں ایسے ہلاک ہونے والوں کو شہید کا درجہ دیا گیا ہے۔اگرچہ انہوں نے جنگیں نہیں لڑیں مگر اپنی زمین کو آزاد کرانے میں ان کا گمنام اور نہتے ساتھیوں کا نام بھی شامل ہو گا جو بلاوجہ محض افریقی ہونے کی بدولت مارے جاتے ہیں۔

اپنی زمین کے مستحق بیٹے:

یہ Dunean Mattho کی نظم "And Worthy sons of the land" کا ترجمہ ہے۔اس میں زندگی اور مسائل زندگی کو موضوع بنایا ہے یعنی افریقی قوم معاشرتی و معاشی اور ثقافتی ہر اعتبار سے کچل رہی ہے۔استحصال اور بے بسی کا شکار ہے۔مگر یہ قوم اپنے آپ کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھ سکتی بلکہ یہ سر اٹھا کر جینا چاہتی ہے۔

نفرت کی نمو :

یہ نظم "Tending Hate" کا ترجمہ ہے۔جس میں نوعمر سیاہ فام بچوں کے بے جا قتل اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی شدید نفرت اور انتقام کو موضوع بنایا گیا ہے۔

راستہ:

یہ نظم Rebecca Mathlon کی نظم "The Path" کا ترجمہ ہے اس میں آزادی پانے کی جدوجہد اور کچھ کر گزرنے کی ہمت کو موضوع بنایا ہے۔شاعر کے مطابق تمہیں بھی ولولہ و عزم اور محبت و امید سیاسی پر خطر، خاردار اور کٹھن راستے سے گزرنا ہو گا جس طرح افریقن نیشنل کانگریس کے شہید رہنما یعنی لوتھی کو لیٹن منڈیلا اور سیومل گزرے، تبھی تم آزادی حاصل کر سکو گے۔

اے یادِ وطن :

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

یہ نظم بھی Rebecca Mathlon کی نظم "Nostalgia" کا ترجمہ ہے۔ اس میں شاعر نے اپنے زمانہ ماضی میں آزاد وطن کو یاد کرتے ہوئے عصری صورتحال کو پیش کیا ہے اس نظم کا اصل موضوع ہموطنوں سے محبت و ہمدردی ہے۔ کل جو ملک آزاد تھا، اب جکڑا جاچکا ہے اور ان جکڑبندیوں کے نتیجے میں یہ اور اس کی عوام شدید ظلم کا شکار بنے ہوئے ہیں۔

میری ہزاروں آوازیں ہیں:

Mazisi Kuiene کی نظم "Abandance" کا ترجمہ ہے۔ اس نظم کے ذریعے لوگوں میں احساس شعور، امید اور حوصلے و عزم کو پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس طرح ہر سال لوگ درختوں کے پھل ہڑپ کر جاتے ہیں مگر موسم بہار کے آتے ہی نئی کونپلیں نکلتی اور دوبارہ تروتازہ پھل و پھول اگتے ہیں، اسی طرح اگرچہ دشمن ہم سے ہمارا کتنا ہی

سرمایا کیوں نہ چھین لے، اگر ہم محنت اور جدوجہد، نئے جوش اور عزم سے کام لیں تو دوبارہ آزاد ہو سکتے ہیں۔

پس مرگ :

یہ نظم A. N. C Kumalo کی نظم "Embers of Sweto" کا ترجمہ ہے۔ اس میں آزادی کی خاطر اپنی جان قربان کرنے والوں کو موضوع بنایا ہے۔ کہ کس طرح بزرگوں جوانوں اور معصوم بچوں نے اپنی جانیں آزادی کے لئے نذر کیں تو وہ دن دور نہیں ہے کہ ہم سب آزاد ہوں گے اور آزادی ہمارے بہت قریب ہو گی۔

ہم ملیں گے:

یہ نظم "The spirit of Bambatha" کا ترجمہ ہے۔ اس نظم میں بم باتھا جو کہ جنوبی افریقہ کا سیاہ فام رہنما تھا اور اسے بغاوت کے الزام میں قتل کر دیا گیا تھا، کی بہادری اور جدوجہد کو ڈیوب جو نیشنل کانگریس آف افریقہ کا شہید رہنما تھا اور ابراہیم ٹیرو جو کہ ایک نوجوان علم رہنما جو مارچ ۱۹۷۴ء کو فرار ہو گیا تھا مگر سفید فام پولیس نے اسے پارسل بم کے ذریعے ہلاک کر دیا تھا اور ہر سیاہ فام بچے کی دل کی دھڑکن اور شان قرار دیا ہے یعنی اگر سیاہ فام لوگ یوں ہی بم باتھا کی طرح دلیری جدوجہد کرتے رہے تو ان کی قوم ضرور آزاد ہو گی۔

لوگ کہتے ہیں :

یہ نظم Dennis Brutus کی نظم " There was a girl" کا ترجمہ ہے۔ اس میں ایک گڑیا جیسی معصوم بچی کو موضوع بنایا ہے جس نے معصومیت سے مگر "احتجاجاً" پولیس کو مکا دکھایا اور اس کے نتیجے میں پولیس نے اسے بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا۔

آزادی کے وارث:

Vol.4 No.3 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7615

یہ نظم Mazisi Kuiene کی نظم "A Heritage of Liberation" کا ترجمہ ہے۔ اس میں عہد حاضر میں تکلیفیں اور اذیتیں اٹھانا اور آزادی حاصل کرنے کے لیے جدوجہد اور شدید محنت اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی آزادی اور ان کے آرام و سکون کو موضوع بنایا ہے۔ اگرچہ آج سیاہ فام مصائب برداشت کر لیں مگر ان کی یہی محنت و کاوش ان کی آنے والی نسل کو آزادی کا وارث بنا ڈالے گی۔

ناتمام مسافت:

یہ نظم Mazisi Kuvene کی نظم "Unfinished Adventure" کا ترجمہ ہے۔ اس نظم میں سخت محنت اور شدید جدوجہد، ماضی کی غلطیوں کو دہرانے سے احتراز اور امید و حوصلے کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اگر ہماری قوم اس پر عمل کرے تو ہماری فتح یقینی ہے۔

دراصل فراز نے چن چن کر ایسی آفاق منظومات کا ترجمہ کیا ہے کہ نظموں کا اور کسی بھی ترقی پذیر یا محکوم عوام کی زبان میں ترجمہ کیا جائے تو یہ ان کے عمومی حالات پر صادق آئیں گی۔ فراز نے آج کے عہد میں بھی اسی طرح مظالم کا نشانہ بننے والوں، ان کی تکلیف اور استحصال پر مبنی منظومات کی آفاقیت کو ہر دور کی ملکی و غیر ملکی صورتحال سے منسلک کیا ہے۔ وہاں جسمانی اذیتوں ضمیر پر لگنے والی کاری ضرب اور احساسات و جذبات چوٹ کرنے والی نظمیں ترجمہ کر کے درحقیقت پاکستان اور افریقہ کے مشترکہ حالات کو پیش کرتا ہے۔ جہاں کرب کا احساس ضمیر کو تنگ کیے رکھتا ہے اور خود سے نفرت پیدا کر دیتا ہے اور انسان خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر ظلم کی وقت حد ہو جاتی ہے کہ اسے خودکشی بھی نہیں کرنے دی جاتی۔ دراصل فراز کے ہاں اردو شاعری کا پر درد لہجہ اور اس کا سوز مکمل طور سے اس کے تراجم سے جھلکتا ہے۔

فراز کی یہ ترجمہ شدہ اکثر نظمیں پھانسی، موت، انتقام، قید و بند کی صعوبتوں اور آزادی کے ولولوں سے متعلق ہیں۔ ان نظموں میں ایسے فنکاروں کی بازگشت سنائی دیتی ہے جنہیں اپنا سر کٹانا تو منظور ہے مگر جھکانا نہیں۔ کسی طور پر انہیں سمجھوتا کرنا گوارا نہیں۔ ان نظموں سے افریقہ کے ان حالات کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں وہاں کے لوگ کس اذیت اور کرب کی زندگی گزار رہے تھے۔ انہیں کس طرح قدر مظالم کا سامنا رہا ہو گا؟ فراز نے تراجم میں اس صورتحال کا نقشہ کھینچ کر اپنے کمال فن کا بھرپور ثبوت دیا ہے۔ ان تراجم میں انہوں نے اپنا خونِ جگر صرف کیا ہے۔

بقول ثمرین طفیل:

> "نظم لکھنا اور نظموں کا ترجمہ کرنا دونوں ہی آسان عمل نہیں ہیں۔ جب تک تخلیق کار خود کو اس ماحول میں پوری طرح محو نہیں کر لیتا، اچھی تخلیق کیا وہ اچھا ترجمہ بھی نہیں کر سکتا۔ فراز اس کسوٹی پر پورے اترتے ہیں۔"8

ترجمہ کرنا بھی درحقیقت پل صراط پر چلنے کے مماثل ہے۔ ذرا سی کمی بیشی اصل متن کے مفہوم کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔ فراز نے ترجمے کے تمام اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے منظوم تراجم کیے ہیں۔ فراز کے تراجم پر تخلیق کا گماں ہوتا ہے ایک بہترین مترجم کی خاصیت ہے۔

Vol.4 No.3 2021

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7615

حوالہ جات

۱۔ جیلانی کامران، ترجمے کی ضرورت، مشمولہ " تنقید کا نیا پس منظر" لاہور: مکتبہ ادب جدید، نومبر ۱۹۶۴ء، ص ۶۷

۲۔ احمد فراز، "حرفِ سادہ" (دیباچہ) " سب آوازیں میری ہیں" مشمولہ " شہرِ سخن آراستہ ہے" (کلیات احمد فراز) اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ئ، ص:۱۱۸۰

۳۔ ایضاً، ۱۱۷۹

۴۔ ثمرین طفیل، احمد فراز کی ادبی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، علی گڑھ: علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۲۰۱۶ئ، :۲۱۲

۵۔ ایضاً، ص ۲۱۴

۶۔ محبوب ظفر، احمد فراز شخصیت اور فن، اسلام آباد؛ اکادمی ادبیات، ۲۰۱۶ئ، طبع: دوم، ص:۱۲۵

۷۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۸۔ احمد فراز کی ادبِی خدمات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، ص:۲۱۵